ٹھکرادیا اور اپنی ذمہ داری کا احساس قائم رکھا۔ خانہ ہانی میں جو حمیت اسلام اور شان نیابت امام دکھلائی یا کوفہ کی تنگ گلیوں میں اہلبیت کی شان شجاعت و بہادری دکھلائی اور جیسی جنگ کی ویسی مثال کربلا میں بہت کم ملتی ہے، بلکہ کربلا کی جنگ میں اصول جنگ کی حیثیت سے میدان ہونے کی وجہ سے کچھ آسانیاں ضرور تھیں لیکن آبادی کے اندر تنگ گلیوں میں جنگ کرنا جناب مسلمؑ اپنی آپ نظیر تھے۔ کربلا کے بہادر اپنی آپ مثال اور کوفہ کا جانباز اپنی آپ نظیر تھے۔

ممکن ہے حضرت سیدالشہداءعلیہ السلام نے اپنی رفاقت سے ایک ایسے بہادر و جاں نثار کو اس خیال سے جدا کیا ہو کہ کربلا پہنچ کر جب معرکۂ عظیم ہوگا تو اس وقت جبکہ جناب عباسؑ ایسا جری و بہادر وفادار بھی موجود ہوگا تو دو بہادروں کی موجودگی میں جو کہ ایک دوسرے سے کسی صورت میں کم نہ تھا علم سرداری کس کو دیا جائے گا۔ اس لئے حضرت نے اسی خیال کے تحت ایک معتمد کو خلعت نیابت دے کر کوفہ روانہ کیا اور ایک وفادار کو منصب سرداری عطا فرمانے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس صورت سے حضرت نے اپنی قوت کو بھی نصف کر دیا۔ یہیں پر یہ سوال بھی حل ہوجاتا ہے کہ حضرت جنگ کرنے کے لئے نہیں روانہ ہوئے تھے ورنہ حضرت ایسے بہادر کو ہٹا کر اپنی قوت میں کمی نہ فرماتے۔

گو کہ جناب مسلمؑ کوفہ بھیج دیے گئے تھے لیکن کربلا میں بھی اپنے دونو جوانوں کو بھیج کر ثابت کر دیا کہ کربلا کی عظیم قربانی میں میرے جگر پارے کام آکر میری نیابت کریں گے۔ اور اس صورت سے اس عظیم قربانی میں بھی شرکت ہوجائے گی۔

کیا کہنا اے مسلمؑ جس طرح سے تمام واقعات کربلا سے پہلے آپ نے ہر امر میں سبقت کی اور جام شہادت سب سے پہلے نوش فرمایا اسی طرح کربلا میں بھی فرزندوں سے فہرست شہداء بنی ہاشم میں ابتدا کی۔

تمام تاریخیں متحد ہے کہ بنی ہاشم میں سب سے پہلے جناب مسلمؑ ہی کے لال منصب شہادت پر فائز ہوئے۔ اگر دنیا جناب مسلمؑ کو پہچان جائے تو نہیں معلوم کیا سے کیا سمجھنے لگے۔

اہل قلم حضرات کو واعظین کرام کو اس موضوع پر معرکۃ الآرا بحث کرنا چاہئے۔ اس بزرگ اور عظیم المرتبت ہستی کی ہر صفت کو بیان کر کے اور لکھ کر دنیا کو روشناس کرنا چاہئے۔ غریب مسلمؑ کی وفاداری، حمیت اسلام، جوش ایمانی، شجاعت، ثبات قدم تبصرہ کی محتاج ہے۔ ❁❁❁

(ماخوذ از ماہنامہ الواعظ ذی الحجہ و محرم ۱۳۶۵ھ مطابق نومبر و دسمبر ۱۹۴۵ء)

سحر ہونے کو ہے

خطیب انقلاب مولانا حسن ظفر نقوی، اجتہادی، پاکستان

اور ہی کچھ رنگ سے اب کے بہار ہونے کو ہے
خاک اڑاتے گلستاں پر یہ فضا رونے کو ہے

اک خودی تھی پاس وہ بھی مل گئی ہے خاک میں
اور بھی کچھ ہے ہمارے پاس! جو کھونے کو ہے؟

خونِ ناحق خود لگالیتا ہے قاتل کا سراغ
لاکھ قاتل آستیں سے یہ نشاں دھونے کو ہے

سچ کہا جس نے کہا بستی کو میری دیکھ کر
ہو چکا ہے کچھ یہاں یا کچھ یہاں ہونے کو ہے

وحشتوں کا راج ہر سو دیکھ کر انساں تو کیا
یہ زمیں رونے کو ہے یہ آسماں رونے کو ہے

انتہائے ظلم ہے خود اس کے مٹنے کی نوید
وحشتِ شب کہہ رہی ہے اب سحر ہونے کو ہے

شاہراہوں پر پڑے ٹکڑے بدن ہے نوحہ خواں
رفتہ رفتہ اب ضمیرِ آدمی سونے کو ہے

جنگلوں میں خوف سے کہتے درندوں کو سنا
حضرت انسان کا رخ اب ادھر ہونے کو ہے

جھیل جیسی تھی، کنول جیسی تھی اور جان غزل
اب مگر لگتا ہے بس یہ آنکھ تو رونے کو ہے